• حضور خاتم النبیّین سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت قادیانیت سے توبہ اور قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی

• قادیانی جماعت اپنی تعلیمات کی بنیاد پر قائم کردہ اپنے منافقانہ اور آمرانہ نظام کو برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے

سابق قادیانی راجہ نعمان صاحب کی گفتگو

مرتب: اے ایس خان

قادیانی جماعت کی طرف سے ترقی اور فتوحات کے دعوے تو جاری ہیں لیکن قادیانی جماعت کے اندر تبدیلی وبغاوت کی مقدار وتعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے راجہ نعمان ایک پڑھے لکھے مگر موروثی قادیانی تھے ان کے اندر تبدیلی کیسے آئی اور اسلام قبول کرنے کا داعیہ کیسے پیدا ہوا؟ منحرف قادیانیوں کی مشہور ویب سائٹ احمدی ڈاٹ او آر جی (Ahmadi.org) کے شکریے کے ساتھ ہم راجہ نعمان کا انٹرویو شاملِ اشاعت کر رہے ہیں جو جناب اے ایس خان نے مرتب کیا ہے (ادارہ)

راجہ نعمان صاحب ہم آپ کو احمدی آرگ کی ساری ٹیم کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں، کیا آپ اپنے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے جس سے عام مسلمانوں کو اس احمدیہ کلٹ کے بارے میں آگاہی ہو اور احمدیوں کو اس کلٹ سے آزادی حاصل کرنے میں مدد مل سکے؟

تعارف:

جی ضرور، میرا نام راجہ نعمان احمد خان ہے میرا تعلق ایک ایسے گھرانے سے ہے جو نسلوں سے احمدیت کا پیروکار رہے اور بڑا مخلص سمجھا جاتا ہے۔ میری والدہ صاحبہ کے نانا پیر سید عبداللہ شاہ صاحب ضلع گجرات پاکستان کے ایک نواحی علاقہ شادی پور کے ایک معزز ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے اپنے والدین کی طرف سے ورثے میں ملنے والا سرورِ کونین، ہادیٔ اسلام، محمد ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام چھوڑ کر قادیانیت اختیار کر لی تھی۔ میرے دادا کا نام راجہ فضل داد خان تھا اور انھوں نے بھی اپنے والدین کا دین اسلام چھوڑ کر مذہبِ قادیانیت میں شمولیت اختیار کی تھی یوں والدین کی مناسبت سے میرا تعلق بھی ایک ایسے قادیانی گھرانے سے ہے، جو کم وبیش 3 نسلوں سے قادیانیت میں شامل ہے۔

بطور محقق آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟

بہت بہت شکریہ! آپ نے اس بارے میں پوچھا۔ میں ریسرچ کے میدان میں عرصہ 15 سال سے Volentarely کام کر رہا ہوں، اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف National & International Research organizations اور مختلف طبقاتِ فکر کے محققین کے ساتھ وابستہ ہوں۔ میرا بنیادی کام قرآنِ پاک کے ریفرینس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے تناظر میں Physics اور MetaPhysics کے درمیان Bridging up اور، Social sciences کے بارے میں ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم پروجیکٹ Social & Natural laws اور ان کے مرتب ہونے والے اثرات پر تحقیق کا ہے، اور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس طرح کی تحقیقات کے لیے الحمدللہ ایک ریسرچ کونسل کا قیام بھی عمل میں لایا جا چکا ہے۔

جماعتی کام کام کے بارے میں کچھ بتائیں!

ایک لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں کام کیا۔ پاکستان میں ناظم صنعت وتجارت، ناظم خدمتِ خلق، ناظم تعلیم، نائب زعیم، زعیم وغیرہ کے طور پر اور نیشنل مشاورت برائے خدام الاحمدیہ یوکے، نائب ناظم جلسہ سالانہ یوکے، نیشنل امور طلبہ یوکے وغیرہ میں زیادہ وقت گزرا۔ دورانِ قیام یوکے بطور ریسرچر موجودہ سربراہِ جماعت کے ساتھ عرصے ۴ سال بطور محقق منسلک رہا۔

قبول اسلام رالوداع احمدیت کی توفیق کیسے ملی:

21-07-2010 کی رات ایک مبارک رؤیا (خواب) میں خاتم النبیین، رحمۃ العالمین، آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کچھ اشارہ جات عطا ہوئے، صبح اُٹھ کر بہت بے چینی ہوئی، مختلف افراد سے تعبیر دریافت کی اور سب نے ایک جیسی تعبیر بتائی۔ اگلی رات اللہ تعالیٰ سے مزید واضح رہنمائی کی دعا کی، پھر رؤیا دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضاحت کے ساتھ مزید کھول کر نشانات کی شکل میں بتایا گیا، اس بار بھی پہلے کی سی تعبیر ہی مختلف لوگوں نے بیان کی۔ اگلی رات عشاء کی نماز پڑھتے ہوئے دورانِ سجدہ ہی روحانی حالت بدلی، اور اسلام قبول کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی۔ اگلے دن دوست احباب کو بتایا اور بعد ازاں ایک معروف عالم دین کی خدمت میں حاضر ہو کر قبول اسلام کے الفاظ دہرائے، اور پھر حکومتی اداروں کے لیے حلف نامہ تیار کیا گیا۔ پھر گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق اخبارات میں Announce کر کے ضروری کاغذات میں تبدیلی کروالی اور ساتھ ہی مسجد میں اعلانِ عام بھی کروا دیا۔

نظامِ جماعت اور جماعتی تعلیمات سے علمی وشرعی اختلافات کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

مجھے نظامِ جماعت کے ماضی سے حال تک تحقیق کرنے کی ضرورت اُس وقت پیش آئی جب میرا نظامِ جماعت کے ادارہ قضا بورڈ سے واسطہ پڑا۔ مجھے اُس وقت اختلاف ہوا جب اُنھوں نے میرے متعلق ایک کیس کا سہارا لے کر بغیر کسی تحقیق کے اور Voilation of Prescribed Rules & Procedures کا آزادانہ استعمال کرتے ہوئے اس کا فیصلہ فریق ثانی کے حق میں کر دیا اور چالا کی سے میرا اپیل کا حق بھی ختم کر دیا، مزید یہ کہ نظامِ جماعت کے

متعلقہ اداروں نے میری طرف سے اس معاملہ کو اٹھائے جانے پر میرے خلاف بڑے عہدیداروں کے کہنے پر یکجا ہو کر مخالفانہ رویہ اپنا لیا۔ بعد ازاں اس معاملہ کی مزید تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ شریعت کا نام لے کر جن قوانین کا اطلاق افرادِ جماعت پر کیا جا رہا ہے اُن کی نہ تو منظوری سربراہ جماعت سے اور نہ ہی افتاء کمیٹی سے لی گئی، نہ اُسے معروف فیصلہ کی حیثیت حاصل ہے، سب سے بڑھ کے یہ کہ اُن کی حیثیت قرآن وسنت سے بھی واضح نہیں کی گئی اور اس سلسلہ میں پرانے قوانین کو بدلنے کی وجوہات بھی بیان نہیں کی گئی ہیں، اور نہ وہ Ahmadiya Book of Personal Laws میں شامل ہیں۔ اس پر میں نے جماعت کے اس کیس سے متعلقہ اداروں کے دروازوں پر دستک دی، حتیٰ کہ سربراہ جماعت کو بھی با دلیل لکھا اور کئی بار لکھا مگر وہ بھی اس بارے میں چند وجوہات کی بنیاد پر کچھ کرنے سے قاصر رہے۔ اور مجھ پر ہر طور ایک غیر شرعی فیصلہ کی تعمیل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ اس طرح کے افسوس ناک واقعات نظامِ جماعت اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات سے اختلافات اور ان پر تحقیق کا محرک بنے۔

نظامِ جماعت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس دوران مجھے نظامِ جماعت کے Social & Structural Aspects پر بھی تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس کے خدوخال بنیادی طور پر ایک معاشی وسیاسی تحریک کے طور پر اٹھائے گئے ہیں، اور مزید گہرائی میں جا کر اس نظام کے افعال سے یہ صاف پتا چلتا ہے کہ اس نظام کے اغراض ومقاصد بھی ہمیشہ معاشی اور سیاسی ہی رہے ہیں۔ اس کے اربابِ اختیار صاحبان کی توجہ وسائل کی بازیابی پر زیادہ ہے اور عام احمدیوں کے مسائل کے حل میں دلچسپی بہت ہی کم ہے۔

آپ کے خیال میں اس کی وجہ کیا ہے:

چند افراد کی کی گئی Interpretation کو سب افرادِ جماعت پر زبردستی لاگو کر دینے کے طریق سے ٹھوکر کھائی گئی ہے، اور اس جھول کو Blind Followers نے مزید بڑھایا ہے، مزید یہ کہ مشاورت کے عمل کو اپنے ذاتی ایجنڈوں سے منسلک کر دیا گیا ہے، یوں نظامِ جماعت کو ہمیشہ اپنی مرضی کے مطالب ومفاہیم وضع کرنے کی آزادی حاصل رہی ہے۔ نتیجۃً ریاستی جبر یا نظامتی جبر کو نظامِ جماعت چلانے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اِس ریاستی جبر کے Unopposed استعمال کے لیے رائے عامہ کو مذہبی عقیدت کے نام پر رام کیا جاتا رہا ہے۔

کیا آپ نے کبھی اس طرح کی صورت حال کے تجزیہ کے بعد انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر اس کا حل تجویز کیا تھا؟

جی ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا واضح حل بالکل بتایا تھا، جس طرح نظامتی عہدیدار اکثر دنیاوی معاملات پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہر انسان کو انسانی اقدار کا شعور اُجاگر کرنے کے لیے اپنی رائے بیان کرنی چاہیے، اس لیے میں آج پھر مزید کچھ نکات کے اضافے کے ساتھ اس کا حل دہرا دیتا ہوں کہ

(ا) آزاد میڈیا کا قیام

(۲) آزاد عدلیہ کا قیام، Unbaised Jury جس کا لازمی جزو ہو
(۳) Accountability کے لیے ایک موثر آزاد ادارہ کا قیام
(۴) نظامتی عہدیداروں کو غیر اخلاقی طور پر حاصل Unannounced Immunity کا خاتمہ
(۵) ہر فرد کو غیر مشروط طور پر اور ہر Level پر براہ راست ووٹ دینے کے حق کی واپسی
(۶) قانون سازی، ترامیم و تنسیخ کے لیے ایک عوامی قانون ساز ادارہ کا قیام

جس میں عام افراد براہ راست بذریعہ ووٹ Valued Person کے طور پر مؤثر انداز میں شمولیت رکھے، اور اس ادارہ کا بنیادی مقصد یہ ہو کہ ہر ایسا قاعدہ وقانون جس کا تعلق واثر بالواسطہ اور بلاواسطہ فرد پر پڑتا ہو یا اس کا تعلق فرد کے بنیادی حقوق وآزادی سے ہو، یا اس کا تعلق فرد کی عام معاشرتی زندگی سے ہو وغیرہ وغیرہ، وہ تمام افراد کی رائے شماری سے قبولیت عام حاصل کیے بغیر نہ تو منظور ہو اور نہ لاگو ہو۔ اس قانون ساز ادارہ کی طرف سے کی گئی کسی بھی ترمیم و تنسیخ اور قانون سازی کو اپنے مذہب کے مطابق دیکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کے لیے نظامِ جماعت کے پاس فعال مگر رسمی مجلسِ مشاورت وشوریٰ نام کے ادارے پہلے سے ہی موجود ہیں۔

(۷) نظامِ جماعت کے داخلی افعالات ومعاملات کے متعلقہ تمام اصول وضوابط اور قوانین اور بعد ازاں کارکردگی کی بھی لکھ کر اشاعت عام۔

آپ کے خیال میں نظامِ جماعت افرادِ جماعت کو اُن کے غصب شدہ حقوق واپس کردے گا اور اس میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں؟

نظامِ جماعت اپنی تعلیمات کی بنیاد پر قائم کردہ اپنے منافقت بھرے اور آمرانہ رویوں کو برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان کے تحفظ کی ہر قیمت پر کوشش کرے گا، پیش کردہ یہ سات نکات آج نہ صرف ہر افراد کی ضرورت ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ایک سسٹم کی Repair کے لیے بھی ناگزیر ہو چکے ہیں اور انھیں ایک نہ ایک دن کسی بھی نام اور شکل میں فرداً فرداً یا اکھٹا لاگو کرنا ہی پڑے گا۔ نظام کو ہمیشہ الفاظ سے کھیلنے میں مہارت حاصل رہی ہے، فی الوقت تو نظامِ جماعت حسبِ روایت کچھ دیر کی خاموشی اختیار کرنے کے بعد جبر اور مذہب کا سہارا لے کر ان کی ہر ممکن اعلانیہ بھی اور خفیہ بھی مخالفت کرے گا اور افراد میں سے کچھ کو استعمال کر کے بھی مخالفت پیدا کروائے گا، اور اسے بیعت، اخلاص، راضی برضا وغیرہ کا نام لے کر (جیسا کہ نظام جماعت نام کی حد تک اس طرح کی اصطلاحات کو استعمال کیا جاتا ہے) اپنی تائید کے لیے چند چنیدہ واقعات نکال کر فعال Propoganda کر کے ان پیش کردہ اصلاحاتی نکات پر بات کرنا بھی مشکل بنانے کی کوشش کرے گا، ضرورت پڑنے پر اپنی بنیاد میں موجود غلطیوں کو اپنے ہی عہدیداروں کی بد انتظامی گردانے سے بھی گریز نہیں کرے گا، اپنی بنیادی پالیسیز کی Background فلاسفی کا افراد کے سامنے عیاں جانے پر ان نکات کے خلاف وہ سب کچھ کرے گا جو کر سکے گا، پھر کسی

بھی ہو چکے یا ہونے والے واقعہ کا ڈراوا، لالچ دے کر یا سہارا لے کر افراد کے جذبات کو نظامِ جماعت کے حق میں ابھارنے کی کوشش کرسکتا ہے، اور مقصد صرف ان اصلاحات کی راہ میں زیادہ سے زیادہ **Delay** پیدا کرنا ہوگا اور جب طوعاً یا کرہاً ان کا نفاذ کرنا پڑے گا تو اس میں اس طرح کے Loop Holes رکھنے کی ہر ممکن کوشش نظام کی طرف سے کی اور کرائی جائے گی کہ اُن سے نظام کو یہ سہولت مہیا ہو سکے کہ یہ اصلاحات ہونے کے بعد بھی افراد نظام کی موجودہ گرفت سے نہ بچ پائیں، کیونکہ اگر ایسی اصلاحات صحیح طور پر نافذ ہوگئیں تو Majorty پر مشتمل افراد کے جائز حقوق کی واپسی سے Minority پر مشتمل نظامِ جماعت کے غاصب عہدیداروں کے خودساختہ طور پر حاصل کی ہوئی Immunity اور ناجائز حقوق ختم ہو جائیں گے۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کچھ عقلمند عہدیدار اپنے طور پر اپنے سسٹم کے اندر ہی رہتے ہوئے کچھ تبدیلیاں بھی لانے کی کوشش کریں گے تاکہ افراد کو وقتی طور پر مطمئن کیا جاسکے۔ مگر ان کا یہ فعل کسی چیز کی فوری اور لازمی ضرورت کی نفی نہیں کرسکتا، اور نہ ان سات نکاتی نظریاتی اصلاحات کا نعم البدل بن سکتا ہے۔

ناانصافی، ظلم، کرپشن اور غیر موثر قوانین کی وجہ سے انفعالِ ادارہ پر تحقیق اور پھر Check & Balance کی شروعات لازمی ہو جاتی ہے، اور نتیجۃً اسی موثر Check & Balance کی وجہ سے ایک دن اداروں کے اپنے وقار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان نکات کی مخالفت میں ضرور وہ لوگ پیش پیش ہوں گے، جو آج بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشرف المخلوقات یعنی انسانوں کو اپنا ذاتی اور بے دام غلام سمجھتے ہیں، اور اُن کے نزدیک عام انسانوں کی حیثیت کیڑے مکوڑوں سے زیادہ نہیں ہے، اور وہ اپنے غاصب ہونے کے سبب، اور اپنی نامکمل اور مبہم تعلیمات پر کمزور یقین کے سبب انھیں اپنی ذاتی سوچ، مفاد پر مبنی وجوہات کی بنا پر مسائل میں ہی الجھائے رکھنا چاہتے ہیں۔

ماشاءاللہ آپ نے نظام جماعت پر کافی گہری تحقیق کی ہے آپ کے خیال میں اِن نظامتی عہدیداروں کی افراد کے ساتھ ایسا رویہ اپنانے کی کیا وجوہات ہیں، اور افراد اس پر اصلاح کی آواز کیوں بلند نہیں کرتے؟

اِن کے ایسا کرنے کی ایک بہت بڑی وجہ عام افراد کے اندر Independent & Analytical Thinking کے عمل کو پروان چڑھنے سے ہر ممکن طور پر روکنا ہے۔ اسی لیے آج حالت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عبادت گاہوں میں کھڑے ہو کر افرادِ جماعت کو مسلم کمیونٹی سے اسلام کے بارے میں Communication سے روکنے کے لیے علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ اپنی شان وشوکت کے اظہار کے لیے دوسری قوموں کے محتاج ، افرادِ جماعت کو لاتعلق رکھتے ہوئے عمومی طور پر اپنے قوانین کو دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ہم آہنگ کرنے کے لیے نئی سے نئی آراء کی تلاش میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔ پھر اُسے حکماً نافذ بھی کرتے ہیں۔ اسی نقطہ نظر کے تحت افراد کی Scences & Energies کو صرف دفاعی نوعیت کے کاموں پر لگا رکھا ہے، اور اپنی تحریر و تقریر سے اتنی Brain Washing کررکھی ہے کہ اِن میں آزادانہ اور Comparative Study کی سوچ جنم ہی نہ لے سکے۔ آج اس پالیسی کے اثرات ہم صاف دیکھ رہے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں کس طرح افراد کے جائز حقوق کو اپنے مقاصد کے تحت کی

گئی دینی دنیاوی تاویلات کی مدد سے انہیں افراد کے لیے ناجائز بنادیا گیا ہے اور افراد بھی اس کو اسی نظر سے دیکھنے کے لیے اپنے آپ پر ذہنی جبر کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے زمانے سے ایسا ہی ہوتا دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ مگر سب سے بڑی وجہ نظامِ جماعت کی وہ بنیادی پالیسی ہے، جس میں صرف اور صرف افراد کے فرائض اور نظام کے حقوق کی طرف توجہ دی جاتی ہے، شاذ و نادر ہی کبھی نظام نے افراد کے حقوق اور اپنے فرائض کی بات کی ہے اور، اگر کی بھی ہے تو کسی کی طرف سے شدید احتجاج کرنے پر مجبوراً ہی کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سبب ہے کہ آج نسلوں سے نظام کی اَن دیکھی زنجیروں میں بندھے افراد اپنے حقوق کی بات کرنا ہی بے ادبی خیال کرتے ہیں اور اس بارے میں نظام نے عقیدت واحترام کا ایک غلط اور شدید ناانصافی پر مبنی تاثر و مفہوم ان مظلوم افراد کے اندر راسخ کر کے کسی بھی اصلاح وحقوق کی سوچوں کو اپنے مذہب کے خلاف تصور کرنا سکھا دیا ہے۔ اور یہ رواج نظام نے افراد میں بڑا پختہ کر دیا ہوا ہے کہ نظام کے افعال پر بات کرنے والا ہمیشہ گناہ گار رہتا ہے، اسی تاثر کے تحت افراد بھی عام طور پر نظام کو دودھ کا نہایا ہوا سمجھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ جو نظام نے کہا ہے وہ ہی درست ہے اور یوں افراد نظام کی طرف سے سزا پانے والے ہر فرد کو غلط ہی تصور کرتے ہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا سچ یا دلیل ہی کیوں نہ بیان کر رہا ہو، یہ نظام کا اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانے والوں کو دبانے کی کوشش میں ایک بہت بڑا اور Effective حربہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت اہم چیز یہ ہے کہ نظامِ جماعت نے Home Instituation کو اس صفائی سے اپنے جال میں جکڑ رکھا ہے کہ گھر کو گھر رہنے ہی نہیں دیا، اور ایک ہی گھرانے میں Devide & Rule کے تحت اس کو مختلف تنظیموں کے نمائندگان کی سیاسی آماجگاہ بنا دیا ہوا ہے۔ اگر خاوند اصلاح کی بات کرے گا تو اسکی لجنہ میں شامل بیوی سامنے کھڑی ہو جائے گی، اگر ماں انصاف کی بات کرے گی تو اس کی ناصرات میں شامل بیٹی سامنے کھڑی ہو جائے گی، اگر بہن حق بات کرے گی تو خدام میں شامل اس کا بھائی سامنے کھڑا ہو جائے گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خاوند کے سامنے بیوی نہیں بلکہ بیوی کے شعور میں بھری نظام کی Brain washing & Fear اس وقت سامنے آ کر اپنا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ ماں کے سامنے اس کی بیٹی نہیں بلکہ نظام کی بیٹی کے دل و دماغ پر بھری ہوئی عقیدت کی غلط اشکال سامنے آ کر اپنا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ بہن کے سامنے اس کا بھائی نہیں کھڑا ہوتا بلکہ نظام کی طرف سے ابھارے گئے شدت پسندانہ جذبات کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی اصلاح کی مخالفت ہمارے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز، رشتہ دار، ملنے جلنے والے نہیں رہے ہوتے بلکہ نظام کی تعلیم میں جاہلیت پر مبنی Tactics اُن کے نفس اور لاشعور میں بیٹھ کر اُن سے کروا رہے ہوتے ہیں، جبکہ یہ لوگ خود بھی نہیں جانتے کہ ایسی مخالفت کر کے یہ درحقیقت کس کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، نظام کے پاس ان کی ہر بات کا جواب صرف ''سچی عقیدت و اطاعت کا ثبوت دیں'' ہوتا ہے۔ جہاں تک عہدیداروں کی طرف سے دباؤ ڈالنے کا تعلق ہے تو عہدیداروں نے تو یہ کرنا ہی ہے کیونکہ انہی کے نظام کے مفادات کا تحفظ حاصل کرنا ہی مقصود ہوتا ہے، اور اُن کی روزی، روٹی و نوکری کا بھی سوال ہوتا ہے، اب اُن کا ضمیر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، جاگتا ہے یا نہیں جاگتا، کتنے بااختیار ہیں وغیرہ وغیرہ یہ ایک الگ بات ہے۔

لیکن بسا اوقات انصاف کی بات کرنے والے گھبرا بھی جاتے ہیں، کہ یہ کیا آفت آ گئی ہے اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ ان کے اپنے اُن کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس طرح کئی افراد اسی جذباتی کشمکش میں مبتلا ہو کر نظام کے عتاب کا نشانہ بنتے رہتے ہیں، اور اصلاح کے مواقع گنواتے رہتے ہیں، اور یہی نظام چاہتا ہے، اور یوں نظام کا گمراہ کُن جابرانہ کاروبار جاری رہتا ہے۔ جبکہ یہ مخالفت اُن کے اپنے نہیں کر رہے ہوتے بلکہ نظام کے قوانین، اصول وضوابط کر رہے ہوتے ہیں۔

کیا آپ کو انصاف پر مبنی حق بات کرنے کی وجہ سے دہائیوں سے جاری شدت پسندی پر مبنی نظامِ جماعت کی پالیسیز کے تحت عبرت ناک بنانے اور نفرت زدہ کرنے کے لیے جبراً اخراج از نظامِ جماعت کا نشانہ بھی بنایا گیا؟

میں نے عرصہ ۳ سال جماعتی اداروں سے ان کے اپنے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کے اندر رہتے ہوئے عام فرد کی حیثیت سے بنیادی انسانی حقوق کا دفاع کیا۔ مگر ان اداروں کو میرے خلاف فیصلے کرنے کے لیے اکثر اپنے ہی بنائے ہوئے اور Adopt کیے ہوئے قواعد وضوابط توڑنے پڑتے رہے، اور جب ان کی بڑی سے بڑی قیادت کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ بن پڑا تو ایک موقع پر میرے جبراً اخراج کا حکم بھی نافذ العمل کیا گیا۔ اس طرح کی بہت سے پہلوؤں کے باعث نظام جماعت اور اس کی تعلیمات کے کھوکھلے ہو جانے اور ذمہ دار سمجھے جانے والوں کا غیر ذمہ دار ہونا عیاں ہو گیا۔ اسی دوران نظامتی اداروں (جماعتی ادارے افرادِ جماعت کے لیے ہوتے ہیں، جبکہ یہ ادارے نظامِ جماعت کے تحفظ کے لیے ہیں اس لیے نظامتی ادارے ہی کہلائیں گے) اور ان سے وابستہ افراد کے باعث مسلسل ہر ممکن طور پر موجبِ عتاب بھی بننا پڑا، مگر چونکہ میری طرف سے یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں تھا اور اسی کی طرف سے آزمائش تھی اس لیے پاک پروردگار نے اپنے بے انتہا فضل اور کرم سے سرخرو بھی کیا، جابروں کے سامنے ڈٹے رہنے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے اسلام پر ایمان لانے جیسی انمول دولت سے نوازا (شکر الحمدللہ رب العالمین)۔ نظامِ جماعت نے میرے لیے ایک عبادت گاہ بند کرائی تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ہزاروں کی تعداد میں موجود مسجدوں میں سے کسی میں بھی جا کر نماز پڑھنے کی آسانی ہے۔

نظامتی عہدیداروں کی طرف سے اکثر پوری دنیا پر حکومت کرنے کی باتیں بڑے زور وشور سے افراد کو بتائی جاتی ہیں۔ آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جو نظام اپنی غلطیوں کی نشاندہی اور پھر اُن کی تصحیح کرنے کے قابل ایک صدی بعد بھی نہ بن سکا ہو، اپنے افعال سے اپنی تعلیمات کو درست ثابت نہ کر سکا ہو، جو افراد کے اندر Collective Thinking کے Evolution & Process کو بار بار اکابرین کے مخصوص جاہلانہ Mind Set کے باعث دم توڑنے پر مجبور کر دیتا ہو، اور جسے چلانے میں منافقت، ظلم، جبر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی لاقانونیت کا آزادانہ اور بے باکانہ استعمال جائز اور موجبِ ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہو، جس کا مقصد صرف افراد کو کمال صفائی سے اور نت نئے طریقوں سے بیوقوف بنا کر اپنے تابع رکھنا ہو، جس میں نہ میڈیا آزاد ہو، نہ آزادی رائے کی اجازت ہو، نہ کوئی عام افراد کے مسائل کے حل کے لیے قانون

سازی کے ادارے ہوں، جس میں انصاف کی موثر فراہمی کے لیے کوئی واضح نصب العین نہ ہو، جس میں افراد کے صرف فرائض ہی فرائض ہوں، جس میں Quality کے معیارات کی فلاسفی Baised ہو، جو Freedom of Information نہ مہیا کرتا ہو، جو غیر نظامتی اداروں و ادارہ سازی کا سرے سے قائل ہی نہ ہو، جو اپنی حاکمیت کے واسطے سنگین عدم برداشت اور پُرتشدد طریقہ جات پر یقین رکھتا ہو، جو افراد کو اہم معاملات میں اعتماد میں لینے سے تعامل برتتا ہو، جو آزاد Accountability کے نام سے ہی بوکھلا جاتا ہو، جو افراد کو ان کے معاملات پر Open Debate سے باز رکھنے کو اپنا ایک اہم نصب العین جانتا ہو، جو اپنے بنائے ہوئے قوانین سے کنارہ کشی کر کے Human Friendly Laws کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہی نہ ہو، جو Check & Balance کی بات کو سخت بے ادبی سمجھتا ہو، اور جو بذاتِ خود مختلف دنیاوی سسٹمز سے مل ملا کر Colonialism کے دور میں بنا گیا ایک مربہ ہو اس کو ساری دنیا پر تو دور کی بات اُسے اپنے ہی محکوم افراد پر حکومت کرنے کا اہل تصور کرنا بھی محال ہے اور یہ سراب کے پیچھے بھاگنے کے مترادف ہے۔

نظامِ جماعت اور افرادِ جماعت کے آپس میں Interaction کی اصل نوعیت کیا ہے؟

یہ تو بالکل واضح ہے۔ نظام بعض قوموں کے معاشرتی قوانین کو فلاحی تصور کرتا ہے، اور اسے اپنے لیے نعمت قرار دیتا ہے۔ مگر جب یہی نعمت افراد جماعت نظامِ جماعت سے طلب کرتے ہیں، تو نظام کے مشیرانِ کرام، پالیسی میکرز اور فیصلہ ساز عہدیداروں کو یہ نعمتیں، نعمتیں نہیں لگتی ہیں بلکہ زحمتیں لگنے لگتی ہیں۔ کوئی بھی خود جائزہ لے کر دیکھ لے صاف نظر آئے گا کہ نظام فلاحی معاشروں کی بخشی گئی آزادی رائے پر بہت خوش ہوتا ہے، نظام سیاسی و سماجی پناہ ملنے پر بہت خوش ہوتا ہے، نظام اپنے حقوق کی بات کرنے والے لوگوں سے بہت خوش ہوتا ہے، نظام اپنے حق میں بات سن کر بہت خوش ہوتا ہے، نظام انسانی قدروں کے مطابق Treat کیے جانے پر بہت خوش ہوتا ہے، دنیا کی ساری انسانی ہمدردی کو اپنے لیے وقف ہو جانے کے حوالے سے بہت خوش ہوتا ہے، نظام آزاد عدلیہ کے قیام کو اپنے لیے نعمت سمجھتا ہے، آزاد میڈیا کو اپنے لیے رحمت سمجھتا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن دوسری طرف جب افراد نظام سے آزادی رائے، آزاد میڈیا، آزاد عدلیہ، اپنے حقوق، انسانی قدروں، نظامتی عہدیداروں کے ظلم کے خلاف سیاسی و سماجی پناہ، انسانی ہمدردی، فلاحی قوانین وغیرہ کا مطالبہ کریں تو نظام کو یہ سب انتہائی مہلک اور ناجائز باتیں لگتی ہیں، یہاں نظام کے گناہ اور ثواب کے معیارات ہی بدل جاتے ہیں۔ یہ دوہرا معیار صاف بتاتا ہے کہ افراد اور نظام کا آپس میں تعلق بے حس و جابر وڈیرے اور کمی کمین سمجھے جانے والی رعایا کا سا ہی ہے، نظام اِن کو کم از کم باشعور و بارائے انسان نہیں سمجھتا ہے۔

کیا آپ کو نظامِ جماعت کی طرف سے کسی بھی قسم کے Security Threats کا سامنا کرنا پڑا اور اب کیا صورتِ حال ہے؟

نظامِ جماعت کے Behalf پر اس طرح کے مسائل میرے لیے کافی عرصہ سے موجود ہیں، جب میں نے نظام کے عہدیداروں اور اداروں کے بارے میں اپنی اپیلوں میں لکھا تو میرے گرد خوف و ہراس اور تنگی و ترشی کی فضا قائم

کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ لیکن میرا حفیظ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رحمت سے مجھے بچاتا چلا آیا ہے اور ہر مسلمان کی طرح مجھے اپنے اللہ پر ہی کامل بھروسہ ہے اور شکر الحمدللہ کہ اس سلسلہ میں سب تعریفوں کے مستحق اور سب قدرتوں کے مالک وخالق اللہ تعالیٰ نے رویا کے ذریعے بھی میری بہت رہنمائی فرمائی ہے۔ نظامِ جماعت سے تو کچھ بھی متوقع ہوسکتا ہے بہرحال نمائندگان نظام کی کبھی بھی، کسی بھی، کی گئی یا کرائی گئی ایسی نامناسب حرکت سے ان کے مضموم مقاصد مزید واضح ہو جائیں گے مجھے یقین ہے کہ پھر بھی سچ اور حق کی تلاش کرنے والوں کی ہمت نہیں توڑی جاسکے گی۔ ناانصافی اور ظلم کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرنا بھی ایک اعلیٰ عبادت ہے اور انسانیت کو بلند مقام عطا کرتا ہے۔

ahmedi.org کی جانب سے احمدیوں کو مہیا کئے گئے Independent Media کے بارے میں رائے:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ Ahmedi.org, thecult.info خوب نبھا رہی ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب میں نظامِ جماعت کا رکن تھا تو مجھے بھی عام پھیلائے گئے تاثر کے تحت یہ ویب سائٹس بہت خلاف جماعت لگتی تھیں مگر ایک بات جو اس طرف کھینچتی تھی وہ ان ویب سائٹس کا عام احمدیوں کو Independent Media کی فراہمی تھی اور اِن پر جناب اے کے شیخ صاحب کی وہ ویڈیوز تھیں جو دل ودماغ میں حقیقی سوالات اٹھا کر اُن کے جوابات ڈھونڈنے پر مجبور کردیتی تھیں۔ کئی مواقع پر میں نے خود بھی بانی سلسلہ احمدیہ کے حوالے سے سوالات جناب احمد کریم شیخ صاحب سے پوچھے اور تسلی بخش جوابات پائے، اور محترم محمد متین خالد صاحب کی توجہ اور محنت سے لکھی گئی انتہائی مفید کتب سے بھی خوب استفادہ حاصل کیا۔ بہرحال میں Ahmedi.org, thecult.info کی ساری ٹیم اور جناب مشتاق ملک صاحب، جناب احمد کریم شیخ صاحب، جناب چوھدری اکبر صاحب، جناب شاہد کمال صاحب اور مختلف ویب سائٹس اور اُن کے Disscussion Forums پر اپنے قلمی ناموں سے میرے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے والے بہنوں اور بھائیوں کا تہہ دل سے شکرگزار رہوں اور اُن کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوں۔

آپ ahmedi.org کے ذریعے ہمارے قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے:

عزیز دوستو! میرا اسلام لانا بغیر کسی کی طرف سے کی گئی ظاہری تبلیغ کے تھا، گو کہ اپنی ریسرچ کے حوالے سے بے شمار مسلم علماء اور ریسرچرز کے ساتھ میرا بہت اچھا تعلق بنا مگر کبھی کسی نے مجھے اسلام قبول کرنے کے لیے نہیں کہا، یہ آزادی رائے صرف اسلام میں ہی میسر ہے۔ میں نے خود سوال ڈھونڈے اور جواب تلاش کیے، آہستہ آہستہ اس سفر میں بے شمار نیک لوگوں کی دعائیں شامل ہوتی گئیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کے باعث آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ممکن ہوا۔ افرادِ جماعت احمدیہ کو نظامِ جماعت کے تحت ظاہر کی جانے والی اور نہ ظاہر کی جانے والی دونوں طرح کی تعلیمات کی اصل گہرائی تک اتر کر خود اسکا تجزیہ کرنا چاہیے، اور اسلام کی اصل تعلیمات کو بھی دیکھنا چاہیے۔ مزید یہ کہ قادر و مطلق، غفور الرحیم، عالم الغیب وشہادت، اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم کے لیے دعا کریں۔ **لیس للانسان الاما سعی۔** تاکہ دین ودنیا دونوں میں حالتیں سنور سکیں۔ چند موضوعات لے کر اپنی مرضی کے مطابق اُس کے مطالب نکال کر زبردستی ایک نیا

مذہب، لوگوں پر اپنی حاکمیت قائم کرنے کے لیے بنا لینے اور اختیار کر لینے کو فلاحی قدم تصور نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جس چیز کی بنیاد ہی غلط ہو اس سے خیر کی توقع رکھنا مناسب نہیں جانا جاتا۔ گو کہ ان نظامتی اربابِ اختیار ان کے افعال بتاتے ہیں کہ ان کی ایک بڑی اکثریت اس بات پر کامل یقین نہیں رکھتی کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی حساب کتاب کے لیے پیش ہونا ہے، ویسے ان کے دل میں کبھی یہ سوچ تو ابھرتی ہی ہوگی کہ جو بندوں کے سامنے حساب نہیں دے سکتے، وہ اللہ کے سامنے کس طرح حساب دیں گے۔ مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اربابِ اختیار صاحبانِ جماعت کو حق و سچ کی تلاش کے لیے مثبت قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور انھیں انسان دوست بننے کا موقع عطا فرمائے (آمین)۔

(آخر میں، میں Ahmadi.org کی ساری ٹیم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے Interview کے لیے بلایا اور اس ذریعہ سے عام فرد تک حقائق پہنچانے کی سہولت فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو، اور کامیابیاں عطا فرماتا رہے (آمین)۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔)

نوٹ: راجہ نعمان صاحب کا یہ تعارفی انٹرویو قارئینِ کرام کی خدمات میں پیش ہے۔ اس حوالے سے آپ کے جو بھی سوالات ہوں، اسے ahmedi.org کو ارسال کریں۔ ہمارا Ahmadya Awareness Compaing کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

براہین

معاصر مذہبی نقطہ ہائے نظر پر نقد و تبصرہ

از قلم: محمد عمار خان ناصر

o اسلامی شریعت: تعبیر و تشریح اور نفاذ o مسلم علمی روایت میں اجماع کا مقام
o مسجد اقصیٰ، یہود اور امت مسلمہ o توہین رسالت کا مسئلہ

اور اس کے علاوہ بہت سے اہم موضوعات
کا سنجیدہ علمی اور ناقدانہ تجزیہ

[صفحات: ۷۲۰ ـ قیمت (بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ) ۴۵۰ روپے]

مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256 / 0306-6426001)